

ہر انگریزی ماہ کی گیارہ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

مجلس مرکزیہ الب انصار بھیر وادارہ عالیہ محمدیہ کاترجمان

مفتی محمد سائند
مدظلہ العالی
بھیر وادارہ عالیہ محمدیہ

ریاست پاکستان
بھیر وادارہ عالیہ محمدیہ

شمس الاسلام

ہفت ماہ

جلد ۱۸ بھیر وادارہ عالیہ محمدیہ کاترجمان
مطابق ماہ اکتوبر ۱۳۶۶ھ
نمبر ۱۰

مژدہ جانفزا

طالبان علوم دینیہ کو اس مژدہ جانفزا سے خورشید کیا جاتا ہے۔ کلام سال اراکین حزب الانصار نے دارالعلوم غزنیہ میں دورہ حدیث شریف کا انتظام کر دیا ہے۔ اور حضرت مولانا خدابخش صاحب سانی شیخ الحدیث مدرسہ امینیہ دہلی اور مولانا محمد حسین صاحب سابق مدرسہ اعلیٰ نے اپنی خدمات دارالعلوم غزنیہ کے لئے وقف فرمادی ہیں۔ آپ نے ۲۲ سال تک مدرسہ امینیہ دہلی میں فنون کے علاوہ حدیث شریف کی کتابیں پڑھاتے رہے ہیں۔ آپ کے شاگرد ہندوستان اور پاکستان میں ہزاروں کی تعداد میں مصروف تعلیم و تعلم ہیں۔

ارباب بصیرت پر بخفی نہیں کہ اٹھارہ سال سے دارالعلوم غزنیہ میں فنون کی کتب پڑھانے کیلئے بہترین اساتذہ کی خدمات حاصل کی جاتی رہی ہیں۔ جس کی وجہ سے دارالعلوم غزنیہ پنجاب بھیر کے مدارس میں تعمیر حوی شہرت رکھتا رہا۔ اب خدا کے فضل و کرم سے دورہ حدیث کا اہتمام کر دیا گیا ہے۔ طالبان علوم دینیہ کو علمی پیاس بجھانے کے لئے جلد پہنچ جانا چاہیئے۔

بزرگان کرام سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ اسد کریم پاکستان میں دارالعلوم غزنیہ کو حیا معززہ کی حیثیت بخشے۔ آمین بانی الامین۔

مجبوری

یوں تو اپنے استعمال کی کثرت سے یہ لفظ آتنا عام ہو گیا ہے کہ بادی النظر میں اس کی کوئی وقت نہیں رہی جس کسی کو دیکھئے وہ بطور غدر لنگ کہہ جتا ہے۔ کیا کریں۔ کہ مجبوری تھی جو ایسا نہ ہو سکا۔ کچھ ایسی مجبوریاں پیش آگئیں کہ ہم ایسا کر سکے۔ گویا لوگوں نے بے پروائی اور نزولی۔ کم ہمتی اور بے دلی وغیرہ کا نام مجبوری رکھ کر اپنی فانی کمزوری اور عہد شکنیوں کی پردہ پوشی کی ہے۔ مگر جس چیز کا نام نے الحقیقت مجبوری ہے۔ وہ اب بھی اسی طرح اہم اور ناقابل تلافی شے ہے۔ مگر ان اس کی اہمیت کا احساس ضرور ہر شخص نہیں کر سکتا۔ اسکو اپنے حقیقی معنوں میں سمجھ ہی کر سکتا ہے جو کبھی مجبوریوں کی چاشنی چکچکا ہو۔ ایک مجبور انسان جانتا ہے کہ اُس نے اپنے مقصد و کامیابی کے حصول میں کیسی کلیسی دل توڑ کوششیں کیں۔ کن کن مشکلات کا جو اندر دی سے مقابلہ کیا۔ کس کس طرح امیدوں نے مومہوم مراد کے بانع دکھائے۔ اور پھر کس طرح ان کی آن میں وہ سب اُمیدیں خاک میں مل گئیں اور تمام آرزوؤں پر نامرادی و مایوسی کی گھٹائیں چھا گئیں۔

بصیرت ہماری حالت یہی ہے کہ ارادہ کر رہے تھے۔ کہ شمس الاسلام کو شہادتِ نبیر سے آراستہ کر نیچے۔ اور ملک کے نامور مشاہیر حضرات کے مضامین سے رسالہ کو مزین کر نیچے۔

مگر یہ خبر نہ تھی۔ کہ قدرت پس پوچھ غیب کیا انتظامات فرما رہی ہے۔ کہ ایسا ناک گروش دوران کے چکر نے اُگھیرا کہ جس سے ہمیں پہلے دو چار نہیں ہونا پڑا تھا۔ جنگ کے دنوں میں اخبارات و رسالہ جات کا غد کی قلت کے باعث کثرت سے بند ہو گئے۔ لیکن شمس الاسلام اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اُسی آب و تاب سے جلوہ گر رہا اور اعلیٰ کلمۃ الحق تبلیغِ دین اور ترویجِ مذاہبِ باطلہ میں نمایاں کام کرتا رہا۔ مگر جب ملکی فسادات شروع ہوئے تو ہمارا بھی ان سے متاثر ہونا لازمی تھا۔ جبکہ مشرقی پنجاب کے لاکھوں مسلمانوں کو خالی ہاتھ وہاں سے نکلنے پر مجبور کر دیا۔ تو اس کا اثر مغربی پنجاب پر بھی ہوا۔ مغربی پنجاب کے غیر مسلم کثیر تعداد میں مشرقی پنجاب پہنچے اور لگاتار پہنچ رہے ہیں۔

شمس الاسلام منوہر پریس سرگودھا سے طبع ہوتا ہے جس کا اکثر عملہ غیر مسلموں پر مشتمل تھا۔ انہوں نے بھی حالات کے ناسازگاری کی وجہ سے پریس بند کر کے دہلی کا رخ کیا۔

پریس ہی بند کرنے پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ شمس الاسلام کے کاغذ کا پرمٹ بھی ہمراہ لیتے گئے۔ جسکی وجہ سے شمس الاسلام کا کاغذ حاصل کرنے میں کئی دشواریاں درپیش ہیں۔ امید ہے کہ انشاء اللہ العزیز بہت جلد

رسالہ اسی شان شوکت سے آپ کی خدمت میں حاضر ہو گا۔

قارئین کرام ہماری اس مجبوری کو حقیقی مجبوری پر محمول کرتے ہوئے دعا فرمائیں کہ اللہ کریم الاکین حزب النصارا کو دینی خدمت کی بیش از بیش توفیق بخشے۔ آمین یا نبی الامین

یہ چند اوراق بطور اطلاع شائع کئے جا رہے ہیں۔ اور ان صفحات کو اکثر ذمیرہ مجری کی اشاعت پر محمول کیا جائے۔ کاغذ قیسر ہونے پر "رَحْمَةُ الْعَالَمِينَ" منبر پیش کیا جائے گا و انشاء اللہ العزیز افتتاحی الحمد بگدی کان اللہ

اطلاعات کا کردگی حزب الانصار۔ بحیرہ

دارالعلوم عزیزہ! میں تعلیم شروع ہو چکی ہے اور حضرت مولانا خدابخش صاحب اور مولانا محمد حسین صاحب نہایت محنت سے طلباء کو پڑھا رہے ہیں۔ طلبان علوم دینیہ کی آمد کا سلسلہ ابھی جاری ہے۔

درجہ حفظ قرآن مجید میں حافظ غلام حسین کے پاس اس وقت ساٹھ طالب علم مصروف تعلیم ہیں۔ ہر سال اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حفاظ کی کثیر جماعت حفظ قرآن مجید کر کے نکلتے ہیں۔

قادر بہ پرائمری سکول۔ دارالعلوم عزیزہ میں کثیر تعداد ان طالب علموں کی ہوتی ہے۔ جو کہ پرائمری کی تعلیم سے بھی نااہل ہوتے ہیں۔ ان کو خط و کتابت کا طریق سکھانے کیلئے پرائمری سکول کا اجراء کیا گیا ہے۔ جس میں اس وقت تقریباً ایک سو دس کے قریب طلباء مصروف تعلیم ہیں۔ جنکو قرآن مجید اور تعلیم اسلامی حسب ضرورت دی جاتی ہے۔

مدرسہ عربیہ دارالبرن۔ مخدوش حالات کے پیش نظر تاحال مدرسہ کا اجراء نہیں ہو سکا تھا۔ اب اللہ کے فضل و کرم سے حالات روبہ اصلاح ہیں۔ انشاء اللہ العزیز عنقریب مدرسہ میں تعلیم شروع ہو جائیگی

دارالمبلغین مولوی امان الدشاہ صاحب نے حضور پور۔ وھن۔ چک نمبر ۸ جنوبی، چک نمبر ۹ جنوبی چاک ۹ بھگٹاوالہ۔ ڈیہر۔ راجپھانوالہ۔ کوہلیاں۔ خضر۔ گوندپور۔ پندرہ۔ موٹہ وچو وغیرہ غیر مقامات کا دورہ کیا اور ہزاروں انسانوں کے کانوں تک پیغام محمدی پہنچا کر موجودہ دور کے حالات سمجھائے۔ کہ مسلمان اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتے۔ جب تک آپس میں اتفاق پیدا نہیں کرتے۔ آپس کی بخشش کو ویش ختم کر دی جائیگی۔

سُرخِ شہاد

(از جناب محترم اشراف بیری لکھنؤ)

اے حسینؑ ابن علیؑ اے گل گلزارِ نبیؑ
تیری توقیر کی شاہد ہے شہادتِ تیری
تیرے منشور سے ہے حکمِ خدا کی تجدید
راستہٴ عظمتِ اسلام تیرے ہاتھ میں ہے
اللہ اللہ یہ ترا و بڑے سطوت بہ جلال
کو کعبہٴ عرش کا شہرِ مندہ ہو جاتا ہے
تیری تسکین کو حسبِ لبّ میں آتے تھے
ماں تیری ذات تو سختیِ نبوتِ بارِ عالم
اے حسینؑ اے کہ شہادتِ تجھ پر سایہٴ ناز
کربلا آج تلک یادِ ولایتی ہے تیری
تیرے ایمان کی حکایت کو بیاں کرتی ہے
وہ ستم کش حکومت وہ ستمگرِ فوجیں
بجھ رہتی ہیں اُنھیں شہدِ مچانے کیسے
کہا اے سبطِ نبیؑ عجبِ الماعت کیسے
بوئے شبیر کہ یہ امرِ محالات سے ہے
مطلقاً رنجِ خشنہیں اس کا کہ سرِ جاوید کا
گھر لٹے یا لٹے جان رہے یا نہ رہے
نہیں زہارِ میں بیعت کے لئے آمادہ
کو ذرہٴ شام کی فوجوں کی حذر ہے کسی کو
ہے ہرے پیشِ نظرِ معرکہ بدر و جنین
یاد ہے معرکہٴ حمزہ حسبِ راجِ محجہ

نورِ فانوس از شمعِ شہستانِ نبیؑ !
ثبت ہے صفحہٴ ہستی پہ سیادتِ تیری
ہے ترے حکم سے فرمانِ نبیؑ کی تائید
رعبِ فاروق کی مصاصم ترے ہاتھ میں ہے
سایہٴ افگن تھا ترے سر پہ ہائی اقبال
ہاں ترا نقشِ قدم مہر کو شرماتا ہے
حامدانِ فلک و عرش بریں آتے تھے
ہے ترے نام سے تابندہ چرخِ اسلام
ناز کرتا ہے تیری ذات پہ سحرائے حجاز
داستانِ غم و آلام سُنانا ہے تیری
تیری غیرت کو محبت کو عیاں کرتی ہے
سرسبزِ ظلم کے گردابِ جنت کی موجیں
دلِ اسلام کو توپوں سے اڑانے کیسے
ہاتھ پر حاکم دوران کے بیعت کیسے
خدمتِ حق کہیں فاسق کی ملامت ہو ہے
قتل ہونے کے لئے نورِ نظرِ جاوید کا
محبہٴ لازم ہے کسی چیز کی پروا نہ ہے
اپنے نانا کی شریعت کا نہیں دلدادہ
خولی و شمر کی شمشیر سے ہے ڈر کسی کو
سبقِ نصرتِ اسلام ہے یہ لہرِ حسینؑ
یاد ہے وہ ستم ہند جگرِ غارِ محجہ

وہ قیامت کی گھڑی اور وہ اعداؤ کا
بھائی کی تشنہ دہانی نہیں بھولی مجھکو
صبر لازم ہے مجھے ہو کر اس سے دھچکند
یاد ہے یاد وہ دور خلافت مجھکو

یاد ہے مجھکو ابھی ذبحِ امام مظلوم
اپنے بابا کی کہانی نہیں بھولی مجھکو
پیروی ہے مجھے اصحابِ محمد کی چند
نہیں منظور ہے فاسق کی اطاعت مجھکو

نفسِ توحید زمانہ میں جلی ہوتا ہے
عازمِ دشتِ حسین ابنِ علی ہوتا ہے

فاتح کے کتارے

نورِ چشمِ نبی، لختِ جگرِ زہرِ آفرینِ حیدر، حضرت حسینؑ اور ان کے کنبے کا ہوش
بشنو احوالِ شہادتِ رازِ خدامِ حسینؑ
غالبِ آشفۃِ ترگوینہ ایں افسانہ را
(لاذبحترم مولانا عبدالمومن صاحب فاروقی)

امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد تقریباً چار سال حضرت علی مرتضیٰ کا عہدِ خلافت رہا
اور اس کے بعد کم و بیش چھ مہینہ حضرت حسنؑ نے تختِ خلافت پر متمکن رہنے کے بعد اللہ کے عہدِ خلافت راشدہ کا دورِ وارث
حضرت معاویہؓ سے صلح کر کے بند کر دیا۔

خلافت سے دست برداری کے بعد حضرت حسنؑ اور حضرت معاویہؓ کی حیات میں کوئی ایسے واقعات رونما نہیں ہوئے
جو اسلام و مسلمین کے لئے خونریزی اور ہلاکت کا باعث ہوں لیکن حضرت معاویہؓ نے ۴۰ھ میں جبکہ امارتِ یرید کے
مستقل اپنی زندگی میں بیعت کی ہے۔ افسوس توخریب کا آغاز ہوتا ہے۔ مورخ جلیق علامہ طبرسی کی روایت کے مطابق
ساری دنیا اسلام میں سوائے مدینہ کے چند لوگوں کے باقی سب نے اس کی بیعت کا قیادہ اپنے گلے میں طوعاً و
کرہاً ڈال لیا۔ ان چند شکریں امارت میں ایک حضرت حسینؑ اور ان کے قبیلہ وائے بھی تھے مگر چونکہ بیعت
عام ہو چکی تھی۔ اور اکثر بیتِ یرید کے حق میں منبیلہ کر چکی تھی۔ اس لئے حضرت معاویہؓ نے حضرت حسینؑ کی بیعت کے متعلق
زیادہ اصرار نہیں کیا۔ پھر بھی وہ وقت کی نزاکت اور معاملہ کی وقت کو اچھی طرح سمجھ رہے تھے اور جانتے تھے کہ میری
آنکھ نہ ہوتی ہے مگر میں عبداللہ بن زبیرؓ ضرور خلافت کا دعویٰ کریں گے اور حسینؑ کو بھی اہلِ عراق یرید کے مقابلہ

ملک حجاز اور عراق فرخِ سعیت کو دیکھا۔ پھر بھی ہجو شتر اور صدمتِ عمل تجویز کی گئی۔ وہ ابتداء کا ہی سے اپنے اندر رنجت ترین ہولنا کی مضر رکھی تھی۔

سیاسی حیثیت سے عبداللہ بن الذبیرؓ نے جس قدر اپنی قوت بڑھائی تھی اور مذہبی شخصیت کے لحاظ سے حسینؓ کی جو وقعت و منزلت تھی۔ اس کو ٹھانا گویا خونیں سمندر روں کو تلاطم کرنا تھا۔

ہر روز نئے نئے واقعات تاریکیوں سے بجلی نکل کر اسلام میں تخریب کا بیج بوریے تھے۔ اور ہر محکمہ دفتر سر نیزید کے خلاف ایک زبردست سازشی جال دنیا میں پھیلنے لگا۔ طرفہ نماشیہ ہوا کہ ادھر نیزید کے مشیر کاروں نے یہ تجویز پاس کی کہ ان دونوں بزرگوں سے بخیر یا بخوشی جس طرح بھی ممکن ہو سعیت لے لی جائے اور ادھر حجاز کے اطراف میں حضرت عبداللہ بن الذبیرؓ نے خلافتِ نیزید کے خلاف علمِ جہاد بلند کر دیا اور ادھر عراقیوں نے حضرت حسینؓ کو حدودِ حریمت آمیز خطوط لکھ کر کوفر آنے کی دعوت بھیج دی۔ اس لحاظ سے دنیا سے اسلام اس وقت تین شخصوں کے اثر میں اپنی عزیز جانیں نذر قربانی کئے ہوئے تھیں سب سے بڑا اگر وہ خود خلیفہ وقت نیزید کا تھا۔ جو ملک شام میں بیٹھا ایک عالم پر حکومت کر رہا تھا۔

دوسری طرف عبداللہ بن زبیرؓ جو سوائے شام کے چند بڑے بڑے مقامات کے اکثر و جاہت الی مفتوحاتِ اسلام سے خارجِ تحسین حاصل کر کے

پر بلا کر کھڑا کر کے چنانچہ اسی خیال کے ماتحت حضرت معاویہؓ نے اپنے آخری لمحاتِ حیات میں نیزید کو ان دونوں بزرگوں کے بدلے میں وصیت کر دی تھی خصوصاً حضرت حسینؓ کے مطلق تو بہت ہی تاکبیک ساتھ کہا تھا کہ عنقریب میرے بعد عراق والے حسینؓ کو تمہارے مقابلہ پر اُٹھا دیں گے۔ اور وہ ان کے پُر مکر و عدوں میں پھنس کر نہرو آزمائی کے لئے تیار بھی ہو جاویں گے لہذا ایسی حالت میں تم سے جہانناک ہو کے درگزر کرنا اور خبردار دیدہ و دانستہ ان کو کوئی اذیت نہ پہنچانا۔ کیونکہ حسینؓ کو جیبی و خلیجی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو قرابتِ قریبہ اور خصوصیتِ خاصہ حاصل ہے وہ میرے نزدیک لائقِ صدا احترام ہے لیکن ۶۰ سالہ میں ادھر جیسے ہی حضرت معاویہؓ کی آنکھ بند ہوئی اور نیزید کی تخت نشینی کا اعلان ہوا۔ ویسے ہی سردارانِ نیزید نے اس کو اٹھبانا شروع کیا کہ اس وقت دنیا سے اسلام میں عبداللہ بن زبیرؓ اور حسینؓ کی جو عزت و منزلت ہے وہ تجھ کو حاصل نہیں ہے۔ سخت احتمال ہے کہ اگر کہیں یہ دونوں تیرے مقابلہ کیلئے کھڑے ہو گئے تو پھر سلطنت و خلافت رو چکی۔ لہذا ابھی ہماری قوت قائم ہے اس سے فی الوقت بہت کچھ لیا جاسکتا ہے۔ حسینؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ کو بھی جس طرح ہو سکے سعیت لیکر پابندِ اطاعت کر دینا چاہیے۔

اگرچہ سردارانِ نیزید کا یہ خیال بالکل صحیح تھا کہ اگر ان دونوں بزرگوں میں ایک شخص بھی اپنی پوری جمعیت فراہم کر کے نیزید کے خلاف ہو جائے تو سارا

ہمنا پورا پورا اقتدار قائم کر چکے تھے۔ تیسری طرف
میں خلافت اب حضرت حسینؑ کی ذات گرامی قرار
پائی جسکی ذاتی شخصیت کے علاوہ ملکی اقتدار بھی
اب عراقیوں کی ایک جمعیت کثیر کے وعدے سے بہت
اہم معلوم ہونے لگا۔

آدم پر مطلب

عبداللہ بن زبیرؓ کا قاعدہ تو ایک طرف چھڑیے
برید اور حسینؑ کی جنگ کا نقشہ دنیا والوں کے روبرو پیش
ہے۔

حسینؑ کو جس وقت کوفیوں کے خطوط پہنچے ہیں
پہلے پہلے تو آپ نے انکار فرمایا اور یہاں زبردست انکار
کہ جس انکار کو سن کر عراقی جماعت کو بالکل خاموش ہو جانا
چاہیے تھا۔ لیکن وہ محروم و غاجس کے ولیوں جیسے یہی ہو
کفر و منکر سے اپنے اہل و عیال اور اپنے کچھ قبیلہ
سمیت بلا کر یہاں فوج نیرید کے مقابلہ میں بے بار و مددگار
والدیے جائیں اور وہ ان کو شہید کر دے۔

چنانچہ اعتبار و یقین کا وہ سنگ اس طرح چٹایا
گیا کہ مختلف حلقوں سے مختلف جماعتوں کے نام سے
امام علیؑ مقام کے نام سرزمین کوفہ سے خطوط کی بوجھاڑ
لگ گئی اور بروایت ابن اثیرؒ کہ میدان کربلا میں جب
امام عالی مقام نزع اعدام میں گرفتار ہو کر شہادت
نوش فرمانے کے لئے انتظار فرما رہے تھے تو ان خطوط
کا ایک زبردست انبار انہوں نے کوفیوں کو ان کے عقیدہ
کی تذکار کی خاطر ایک شخص کی معرفت روانہ کیا تھا جسکی
آپ کے انکار پر بھی جب وہ لوگ نہ مانے اور اصرار

حد سے متجاوز ہو گیا۔ تو آپ نے محض جانچنے کے لئے کرایا
یہ لوگ اپنے اس وعدے میں سچتہ کا دیکھی ہیں۔ اپنے
چچیکر معافی مسلم بن عقیل کو روانہ فرمایا اور میری باتوں
کو تحریر فرمادیا کہ میں خود ابھی نہیں آسکتا۔ مسلمؓ کو بھیجتا
ہوں تم سب ان کے ہاتھ پر میری بیعت کر لو اور جب
تمہاری جماعت بڑھ جائے گی تو وہ وقت خود نہیں
کہ میں بھی پہنچ جاؤں۔

چنانچہ مسلمؓ کو فہرست گئے اور بشیار مردوزن نے
ہاتھوں ہاتھ اٹارنا۔ ابتداء اب تمام میں بری خاطر ملاقات
سے پیش آئے جب حضرت مسلمؓ کو ان کی ان تکابہری
معتقدانہ روش کو دیکھ کر یقین ہو گیا کہ یہ یقیناً ہمارے ہی ہر
شکل میں مدد کریں گے حضرت مسلمؓ نے اپنے اس خیال
حضرت حسینؑ کی خدمت میں بھی لکھ دیا اور حضرت
حسینؑ کو حضرت مسلمؓ کا اعتبار نامہ سنہ اپنی ادا اور اصرار
کا وہ مدعیان محبت کی خط بازی کا پھر تار بندھا کوئی
دن ایسا نہیں جاتا تھا جس دن کوئی نہ کوئی احمدی
نامہ ان اشقیاء کا نہ پہنچ جاتا ہو۔ ان خطوط میں جو شتائش
ہو رہی تھی وہیں تھیں تحریر کی جاتی تھیں۔ ان کا اعتبار
بھی بجائے خود ایک عجیب غریب ذخیرہ مکہ ہے اور یہ
بات تو تقریباً ہر خط میں درج ہوتی تھی کہ مشفقوں کی
ایک عظیم الشان حقیقت سرکار کے قدم سمیت لزوم
کی زیارت کے لئے حدود و جہر مشتاق ہے۔ سرکار یہاں
تشریف لائیں اور اپنی جان نثاروں کی جہاں نشہ دی
کا بچشم خود مشاہدہ فرمائیں۔ ایک خط میں یہ بھی تحریر کیا
تھا کہ ہمارے یہاں فضیلت تیار کر کے رکھی ہے۔

دروغوں میں پختہ پختہ پھیل تیار ہیں تشریف لائیے ہماری جانیں ہمارے موال سب آپ کے لئے حاضر ہیں۔
غرضیکہ حضرت سکم کے خطا اور ان بیوقوفوں کی تحریروں نے حضرت حسینؑ کو مدینہ سے نکلنے پر مجبور کر دیا۔ لیکن جس
وقت آپ نے اپنے دوستوں سے مشورہ لیا ہے تو انہوں نے بہت روکا اور مجھایا۔ مگر خونِ شہادت کی نے زنجینیاں چاروں
طرف سے دامنِ قبا کو زنجین کرنے کیسے تیار ہو چکی تھیں۔ اس لئے آپ نے ان کے کچھ مشورہ کو بھی نہ مانا۔ جن جن صحابہ کرام
نے سنا وہ تشریف لائے اور سمجھایا۔ مگر حبِ القلم کا ہو کا یں اس زہر و گداز واقعہ کو کون اور کس کی قدرت رکھ سکتی تھی جبکہ
خود نقصانے اپنے لائق تیرا جل نہ کر نازل کیا ہو۔ حضرت شیخ عبدالحی صاحبِ محدث دہلوی باثبات بالسنہ میں جہاں اس
واقعہ کو درج کرنے میں بھیجے ہیں لکھتے ہیں۔

کہ جب صحابہ کرام کو آپ کا عزمِ سفر بجانب کوفہ معلوم ہوا تو انہوں نے آپ کو روکا اور بہت روکا مگر ہونے والی
بات کو کون روک سکتا ہے۔ آگے کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے۔

”جب یزید کے مائدہ پر جمعیت ہوئی تو حضرت حسینؑ کو تردد ہوا کبھی ارادہ ہوتا تھا کہ مکہ یا مدینہ میں رہیں کبھی کوفہ جانے کا قصد
کرتے تھے۔ صرف ابنِ زبیر نے ان کو جانے کا مشورہ دیا۔ اور حضرت ابنِ عباس ان سے کہتے رہے کہ تم یہ آمادہ نہ کرو اور حضرت ابنِ عمر
نے ان سے کہا نہ چاؤ ویکو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جب دنیا اور آخرت میں اختیار دیا تو انہوں نے
آخرت کو ترجیح دی۔ تم انہیں کے ایک جزو ہو۔ تم کو بھی دنیا کی خلافت حاصل نہ ہوگی۔ جس کے لئے کوفہ کا عزم لکھتے
ہو۔ بلکہ حضرت ابنِ عمرؓ کو جوشِ محبت نے بے چین کر دیا اور انہوں نے حضرت حسینؑ کو لٹایا لیا۔ اور رو دیے اور شخص کیا
عباس کے حضرت ابنِ عمرؓ برابر کہا کرتے تھے۔ کہ حسینؑ نے ہمارا کہنا نہ مانا اور چلے گئے حالانکہ ان کے باپ اور بھائی کیا تھے
اہل کوفہ نے جو معاملات کئے لائقِ عتاب تھے۔ یہی ہی گفتگو حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت ابوسعید خدری اور حضرت
ابوداؤد قلشبی نے بھی کی مگر حضرت حسینؑ نے نہ مانا اور جانے کا ارادہ پختہ کر دیا۔ تو حضرت ابنِ عباس نے کہا کہ قسم اللہ کی
میں یہ گمان کرتا ہوں کہ آپ اپنے بیٹوں اور عورتوں کے درمیان میں قتل کئے جائیں گے۔ جیسے حضرت عثمان قتل کئے گئے تھے“

ضروری گذارش

۱۔ امرتسر و ضلع امرتسر۔ لہہیانہ۔ جالندھر و ضلع جالندھر۔ امرتسر
ہوشیار پور و جمبو و جمبو۔ مندرجہ بالا مقامات کے خریداران کے نام رسالہ
اگست تک روانہ کیا گیا۔ اب ماہِ مرتب کے ان مقامات کے خریداران کے نام رسالہ
مید کر دیا گیا ہے۔ اس لئے کہ ان کے صحیح حالات معلوم نہیں۔ یہ صاحبان کس حالت
میں ہیں اور کس جگہ ہیں۔ انہیں جو صاحبِ اطمینان سے کسی جگہ بقیہ ہوں تو وہ اپنا پتہ تحریر فرما کر رسالہ منجھا سکتے ہیں۔

۲۔ جو خریدار مشرقی پنجاب دہلی اور دوسرے مقامات سے پاکستان کی پناہ گاہ میں تشریف لائے ہیں وہ براہِ کرم اولین فرصت
میں اپنے لئے تپتے سے اطلاع دیں تاکہ ان کی خدمت میں بھی رسالہ روانہ کیا جاسکے۔

۳۔ رسالہ کے دو ماہ کے اتوار کے باعث آندنی کا سلسلہ ٹوٹ گیا ہے اور ضروری ہے کہ ناظرین کرام کو جب چندہ ختم ہونے کی اطلاع
ملے تو وہ جلدی کا انتظار نہ فرمائیں۔ بلکہ نے انور مئی آرڈر کے ذریعہ رستم بھیج دیں۔

”میں بھیر“

وفاتِ حسرتِ آیات

دیندار حلقہ میں یہ خبر نہایت رنج و غم سے سنی جائیگی کہ حضرت قبلہ عالم
مرشدی مولانا میاں محمد صاحب نقشبندی عیدوی مدظلہ العالی تیسری ریح
۱۴۰۶ ذوالحجہ ۳۶۶ھ طویل علالت کے بعد چک بہر ۷۷ جنوبی میں انتقال
فرما گئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط
حضرت اقدس کی تدفین بمقام غفری علاقہ سون میں آپ کے وطن
کی گئی۔

حضرت اقدس اس زمانہ میں ایک یا خدا بزرگ تھے۔ اللہ تعالیٰ
حضرت مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عنایت فرمائے
اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔

شریکِ غم۔ غلام حسین عفی عنہ
مفتی شمس الاسلام عبید

سُرخ نشان

دائرہ میں سُرخ نشان سالانہ چندہ ختم ہونے کی علامت
ہے۔ آئندہ ماہ کا رسالہ بذریعہ وی بی۔ ارسال ہوگا، ضروری
منظور نہ ہو تو اطلاع دیں۔ بہتر صورت یہ ہے کہ آپ اپنے چھوٹے بھائی مئی اللہ عجیب کہ
ممنون فرمائیں۔

غلام حسین مفتی شمس الاسلام عبید

اقتضائے وقت

(از قلم مولانا کمال القسری مہرحیا دینی)

مسلمانوں جس حالت میں ہو تم قعرِ مذلت ہے
مگر اک تم کہ جس سے مس نہیں ہوتے ہو حیرت ہے
وہی تم ہو کہ دنیا تم پر اپنی ہستی ہو غیرت ہے
کہ موجودہ زمانے کو تمہاری پھر ضرورت ہے
کہ پھر باطل کے زرعے میں تمہارا دین و ملت ہے
خدا کے فضل سے تم میں وہ قوت ہو وہ طاقت ہے
بہت اتر رہے ہیں یہ انہیں زعمِ حکومت ہے
رہا ہر وقت گو تھوڑا مگر پھر بھی غنیمت ہے

خدا کی واسطے جاگو کیسا خوابِ غفلت ہے
جدھر دیکھو ادھر کھو مٹا دینے کی باتیں ہیں
وہی تم تھے کہ جن کے نام سے دنیا لرزتی تھی
طستِ تم بہت توڑنے والو! نکل آؤ
دکھاؤ پھر وہی انداز اپنی حق پرستی کے
پلٹ دو دشمنِ اسلام کی تقدیر کا پالسنہ
کہ روطا غوثیوں کو قوتِ ایمان سے پھر مغلوب
کہیں الیسا نہ ہو غفلت ہی غفلت میں گذر جا

تمہارے کارنامے دیکھ کر دنیا پرکار اٹھے
"ابھی کیا تھا ابھی یہ ہو گیا کیا سخت حیرت ہے"

شذرات

محترم الحاج مولانا افتخار احمد صاحب گوی امیر حزب الافکار بھیرہ رنجاب

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم + بسم اللہ الرحمن الرحیم ط یا ایہا الذین امنوا استعینوا بالصبر والصلوۃ - ان اللہ مع الصابین -

یادِ جوڈ اس کے کہ یہ آیات ہمارے علماء و مقررین کے علاوہ پاکستان ریڈیو پر ہر روز متعدد بار تلاوت کی جاتی ہیں اور ان کا ترجمہ اور تشریح بیان کی جاتی ہے مگر افسوس کہ قیامت محضی کا نقشہ سامنے ہے۔ اور اس انقلابِ عظیم میں غرض خاکی اور خاک کے نوے تک شاخ ہو چکے ہیں۔ مگر ہم مسلمان جن کے عزیز و اقارب انتہائی بہتیت کیا تھے قتل کئے گئے ہیں۔ معصوم بچوں کو جس بیدری کیا تھی موت کے کھاٹا اتارا گیا۔ زبان اس کے بیان سے قاصر اور قتل ان کی تحریر سے عاجز ہے۔ مسلمان کہلا کر اپنی کی جائیدادیں مکانات اور ضروریات زندگی تباہ و برباد ہو چکی ہیں، اسلام اور اہل اسلام پر ہلاکو خان نے اس قدر مظالم کیے تھے جس قدر کہ سکھوں کی وحشی اور درندہ قوم نے انسانیت سوز مظالم مسلمان قوم کو ختم کر دینے کے عزم کیا تھے منظم طور پر جاری کر رکھے ہیں۔

ہلاکو خان کے مظالم کی یاد میں شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے جوثریہ لکھا تھا۔ اس کے پہلے دو شعر ہی یاد تازہ کر کے کیسے کافی ہو گئے

آسمانِ راسخ بود گر خونِ مبارک بر زمین : بر زوال ملکِ مستعصم امیر المومنین

خونِ فرزندانِ عجم مصطفیٰ شہرِ بختہ : ہم پرانِ خائیکہ سلطانِ نہادندے جہیں

مگر حیف صد حیف کہ ہم مسلمان جن کے یہ خونی حوادث سامنے ہیں۔ اور روزِ دادِ مآلو صبر کی تلقین ہوتی ہے۔ مگر ہمارے قلوب اس قدر اسلام سے دور ہو چکے ہیں کہ ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ اور عملی پہلو سے اس قدر غور ہے مسلمان کی شانِ نوید یعنی کہ کہ مصیبت کے وقت کا زور صبر سے ادا و لیتا اور بارگاہِ اعلیٰ میں سجدہ ہو کر جہیں مجبور و نیاز مالک الملک حکم المملکین کے سامنے رکھتا اور اپنے ان مقصودوں اور فزائشوں اور گناہوں سے توبہ و استغفار کرتا۔ جنکی پاداش میں یہ ایامِ بد اور وقتِ ویرانی دیکھنی پڑی ہے۔ مگر افسوس صد افسوس کہ آج تک ہماری اس رب العزت کی بارگاہ سے بے ستور و دوری اور سرکشی ہے اگرچہ یہ مضمون طویل ہے۔ لیکن ہم اس بحث و محصل میں پرنے کی بجائے مختصر اپنے اعزہ و احباب سے یہی گزارش کیجئے کہ ہماری اس غرض کا اصلی سبب قرآن کریم اور اس کے احکام سے تساہل اور دوری ہے۔ لہذا اب اس کا صحیح علاج قرآنی احکام کی پابندی اور اس مصیبت کے وقتِ نادار سے استقامت اور ملا کریم کے سامنے توبہ و انابت ہے۔ اور اس کے پیغمبر خدا ﷺ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سنت کی پابندی کافی پابندی اور پس

خلافت پیغمبر کے راگزید دے سرگز خواہد بنزل رسید

گرا ب بھی ہم نے تافل برتا۔ اور ہاندیشی سے کام لیا، تو اس سے بھی بدتر وقت کا انتظار کرنا چاہیے۔ مسلمان کی مرض کا علاج بخلاف دیگر اقوام کے نسخہ شفا قرآن کریم میں ہے۔ اور ہمارے جملہ شعبہ حیات زندگی کے لئے قرآن کریم کا دستور العمل ہی ہماری زندگی کی بہتری اور بہبودی کا ضامن ہو سکتا ہے۔

ان حوادث میں ہم مشرقی پنجاب اور صوبہ دھلی کے اعزہ و اقربا دوست احباب کے مصائب و آلام میں دل رنج اور قلبی ہمد دی کیا تاہم شریک ہیں۔ ہم جس خدمت کے اہل ہیں۔ اس کے لئے ہر وقت اور ہر آن نہایت بلند حوصلگی کے ساتھ حاضر ہیں۔ جس صاحب کو ہماری کسی نوعیت کی خدمت مطلوب ہو۔ بلا دریغ اور بے تکلف اطلاع دیں۔ انشاء اللہ العزیز تعمیل سرگز کو ناہی یا تسال ہمیں ہو گا۔

اس دور حوادث میں جہاں اسلامی اداروں کے علاوہ پاکستان اور ہندوستان کی حکومتیں تنگ متاثر ہیں۔ تو ان حوادث سے ہمارے ادارے کا متاثر ہونا بھی قدرتی تھا۔ اسی بنا پر دارالعلوم غزنیہ کے داخلہ اور تسلیم و تعلم میں بھی غیر معمولی تاخیر واقع ہوئی۔ جہاں مشرقی پنجاب کے بڑے بڑے شاندار اسلامی کالج و سکول و ملاکس علوم و دینیہ تعلیمیت تباہ و برباد ہو گئے۔ وہاں احمدیہ علی احسانہ کے ہمارے ادارے میں زندگی موجود ہے۔ اگرچہ مالی مشکلات بہت زیادہ ہیں۔ مگر اس کو اتنی اہمیت نہیں دیتے۔ کیونکہ یہ ادارہ معمولی حالات میں بھی اس سے بڑی بڑی مشکلات کا سامنا کر چکا ہے۔ اگرچہ مہاجرین مشرقی پنجاب کی خدمت اور ان کے لئے کاروبار مہیا کرینیکا کام اس وقت سب سے مقدم ہے۔ اسی باعث ہم حسب معمول نہ تو ادارہ کی مستقل آمدنی اور فضل کے موقع پر انارج وغیرہ کی فراہمی میں ناکام رہے۔ تاہم ہم اپنے ان دور افتادہ احباب اور ہمدوں کے تہ دل سے شکوہ ہیں۔ کہ جنہوں نے اس نازک دور میں بھی اپنے اس عزیز ادارہ کو فراموش نہیں کیا۔ اور انہی مقرر کردہ امداد پر وقت ارسال کر دی۔ اللہ کریم ان احباب کو بیش از بیش توفیق مرحمت فرمائے اور مستقامت عطا کرے۔ اور جزائے خیر بخشے۔ جزائے اللہ احسن العباد

پاکستان کے قیام سے ہماری دینی ذمہ داریاں بہت زیادہ بڑھ گئی ہیں اور اشاعت علوم دینیہ کی توسیع ماقبل سے اہم سے اہم تر ہو گئی ہے۔ لہذا احباب کرام کو اب رسالہ شمس الاسلام کی اشاعت میں زیادہ سے زیادہ توجہ دینی چاہیے۔ تاکہ صحیح خیالات دینیہ کو صحیح مسلمانوں تک پہنچانے کی سعی ہو سکے۔ خصوصاً جبکہ حکومت پاکستان کے لئے نیا آئین تیار کیا جا رہا ہے۔

علامہ کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ اب تسال کا وقت نہیں۔ حالات نہایت تیزی کیساتھ بدل رہے ہیں۔ کرام اپنے ان ذاتی کدوئوں کو بلائے طاق رکھ کر خود مجمع ہوجائیں۔ اور اس میں کرام کی توفیق حاصل کر کے شیخ الاسلام حضرت مولانا عثمان کویت

میں خصوصاً اور مجملہ اراکین پاکستان آئین ساز اسمبلی کے سامنے پیش کریں۔ تاکہ پاکستان کا آئین اسلامی طور پر مرتب ہو سکے۔ اگر اس وقت ذرا سا بھی تکاسل سے کام لیا گیا۔ تو علماء کیلئے خصوصاً اور جمیع مسلمانان کیلئے عموماً قرآنی احکام اور اسلامی آئین سے پاکستان آئین ساز اسمبلی نے کوتاہی سے کام لیا۔ تو اس امر کی ساری ذمہ داری علمائے کرام کی ماہریت پر ہوگی۔ چنانچہ انہیں دنیا و آخرت میں بری طرح کھٹکتا پڑے گا۔

آج اسلام اپنے حیکمہ داعیان سے بہ زبان حال پکار کر کہہ رہا ہے۔ کہ

پسرا ز انکہ من نہ نامم ۛ بحجہ کار خواہی آمد
 ہم کو محترم مولانا عزیز مندی صاحب کا مشکور ہونا چاہیے۔ کہ انہوں نے اس عرض کیلئے بروقت اور مستحسن اقدام کیا ہے اور اسلامی آئین کے لئے جو وہ کوشش کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی کو مشکور فرمائے اور ہمیں ان کی تائید اور استعانت کی توفیق بخشے۔ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ

نور علی نور

(از قلم مولانا حبیب اللہ صاحب امرتسری)

نور کے لغوی معنی روشنی اور اُجالا کے ہیں لیکن شریعت اسلامیہ کی اصطلاح میں نور کا اطلاق نور ہدایت پر ہوتا ہے جس طرح نص سے صریح طور پر واضح ہے۔ اللہ ولی الذین آمنوا یخرجہم من الظلمات الی النور یعنی اللہ کریم مومنوں کیساتھ اپنی دوستی اور حق شفقت کا اظہار فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ مومنوں کو ظلمت کفر سے نور ہدایت کی طرف بلاتے ہیں۔ اور انہی معانی میں اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنی ذات اقدس کو نور سے تعبیر فرماتے ہیں۔ اللہ نُورِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ (سورۃ نور پارہ ۱۸ رکوع ۱۱) جسکی مسعدت حضرت ابن عباس سے روایت کردہ حدیث شریفین سے ہوتی ہے۔ اللہ نُورِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ جسکی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اصل استمات والارض فرماتے ہیں۔ اللہ کریم آسمانوں اور زمین کے رہنے والوں کو ہدایت دینے والا ہے اور حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ اللہ نُورٌ وَهُدًی اودیہ قول ابن جریر یہ تفسیر ابن کثیر علیہم السلام مطبوعہ مصر ۱۳۵۶ھ میں بھی موجود ہے۔

ترجمہ: قیامت کے روز ساری زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہو جائے گی۔

أَشْرَكَتِ الْأَرْضُ نُبُوءِ رَبِّهَا

رسولہ الامر پارہ ۲۳ رکوع ۱۴

تغییر میں کثیر جلد چارم ص ۶۴ اس آیت کے تحت میں اسی اصناف یوم القیامة اذا تجلی الحق للخلائق لفصل القضاء تحریر کیا ہے یعنی جبکہ قیامت کا دن روشن ہو گا۔ تو اللہ تعالیٰ مخلوقات کے فیصلوں کے لئے ظہور فرمائیں گے۔

اسی بنا پر اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور سے خطاب فرمایا ہے۔ قل جاءكم من الله نور و کتاب مبین۔ (پارہ ۶ سورۃ المائدہ رکوع ۷) اے لوگو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس نور آیا ہے اور بیان کر نیوالی کتاب اسکی تائید میں مہربان دینہ جلد اول ص ۱ اور زبانی شرح مہربان دینہ ص ۱ پر ملاحظہ ہو حدیث مہدی عبد الرزاق البغدادی عن اول شئی ۱ خلقہ اللہ تعالیٰ قبل الاشیاء قال یا جابر ان اللہ تعالیٰ قد خلق قبل الاشیاء نوراً بیدک من نورہ الحدیث۔ عبد الرزاق جابر بن عبد اللہ رعایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے ماں باپ قربان جائیں مجھے خبر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء میں کونسی چیز پہلے پیدا کی۔ فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اے جابر تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے اپنے دست قدرت سے نور پہلے نور سے پیدا کیا۔

قرآن مجید فرقان جمید حکمہ نبی نوع انسان کے لئے نور ہدایت ہے۔ اس لئے اللہ کریم نے اپنے قرآن کریم کو بھی نور فرمایا ہے۔ یا ایہا الناس قد جاءکم بوضوح من ربکم وانزلنا الیکم نوراً مبیناً سورۃ النساء پارہ ۶ رکوع ۴ ترجمہ اے لوگو تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس دلیل آئی ہے اور ہم نے تمہاری طرف نور مبین نازل کیا ہے۔

پس چلوگ آپ کے ساتھ ایمان لائے۔ اور آپ کی عزت کی۔ مدد کی اور انہوں نے اس نور کی پیروی کی۔ جواب کے ساتھ انا راغبنا۔ وہ نجات پانے والے ہیں۔

اس آیت شریفہ میں بھی مولا کریم نے قرآن کو نور فرمایا (ترجمہ) لیکن ہم نے قرآن کو ایک نور کیا۔ کہ جس کے ساتھ ہم اپنے بندوں عباد کا سورۃ الشوریٰ پارہ ۲۵ رکوع ۶

کو ہدایت کرتے ہیں۔

الذکر کتاب انزلنا الیک لخرج الناس من الظلمات الى النور یا ذین دینهم الى صراط العزیز الحمید

قرآن مجید کتاب ہے جسکو ہم نے انا لا ہے آپ کی طرف تاکہ لوگوں کو اندھیرے نور کی طرف نکالیں۔ ان کے رب کے حکم سے طرف راستے اللہ تعالیٰ کے۔

سورۃ الاحقاف پارہ ۱۳ رکوع ۱

اللہ کریم نے اپنے پہلے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور صحف مقدسہ میں اسی نور ہدایت کی طرف نبی نوع انسان

بناؤں جابر بن عبد اللہ قل یا رسول اللہ باقی امت نامی اخبرنی

کواشع کی ہدایت فرمائی۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا أَنْ أَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۖ وَسَمِعُوا إِلَهُهم

پارہ ۱۳ رکوع ۱

وَأَتَيْنَاهُ الْإِنجِيلَ فِيهِ هُدًى وَنُورٌ ۚ (سورة المائدہ پارہ ششم رکوع ۱۱)

إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ ۚ (سورة المائدہ پارہ ۶ رکوع ۱۱)

ترجمہ :- اور البتہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنے نشانات کے ساتھ بھیجا تھا۔ تاکہ اپنی قوم کو ظلمت، گمراہی سے نکال کر نور ہدایت کی طرف لائے۔

اور ہم نے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو انجیل دی۔ جس میں ہدایت اور نور ہے۔

ترجمہ :- تحقیق ہم نے تورات نازل کی تھی۔ اس میں ہدایت اور نور کھفا۔

حدیث شریف میں فرشتوں کو بھی نور کہا گیا ہے۔ عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال خلقت الملائکۃ من نور وخلق الجان من نار وخلق آدم وصفکم (رواہ مسلم)

(شکوۃ شریف باب براء الخلق و ذکر الانبیاء ۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ملائکہ نور سے پیدا کئے گئے ہیں اور جنوں کو آگ کے شعلہ سے پیدا کیا گیا ہے۔ اور آدم کی پیدائش مٹی سے بیان کی گئی ہے۔

قیامت کے مومن کا نور

يَوْمَ تَنفَخُ النُّفُوسُ فِي مَوَازِينٍ ۚ وَالْمُؤْمِنِينَ يَرْفَعُ اللَّهُ فِي نُورٍ ۚ وَبَيْنَهُمْ نَبِيُّهُمْ ۚ وَبَيْنَهُمْ نَبِيُّهُمْ ۚ (سورة الحديد پارہ ۲۷ رکوع ۱۸)

چاند اور سورج کو بھی نور کہا گیا ہے۔

وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا ۚ وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا ۚ (سورة النور ۹۴)

اللہ تعالیٰ کی وہ ذات ہے کہ جس نے سورج کو روشن کیا اور چاند کو نور

حضرت آمنہؓ کے لئے نور

عن العریاض بن ساریہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انه قال انی عند اللہ مکتبہ خاتم النبیین

وَأَنَّ أَدَمَ لَمْ يَجِدْ فِي طِينَتِهِ وَسَاخَ كَرَمٍ بَاوِلَ أَمْرِي دَعْوَةَ إِبْرَاهِيمَ الشَّاهِدَةِ عِيسَى وَرُوحِي أَمِي الْقِيَامَاتِ
وقد اخرج لها نوراً ضياء لها منه قصور الشام (شکوہ شریف ص ۱۱۱ باب فضائل سید المرسلین)
ترجمہ: حضرت عراب بن ساریہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے
خدا کے پاس اس وقت خاتم النبیین لکھا ہوا تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام اپنی گوندھی ہوئی مٹی میں تھے اور میں تم کو اپنے امر کے
آغاز کی خبر دوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خوشخبری اور میری ملا کا خواب دیکھا جب
میں پیدا ہوا تھا۔ اور میری دعا ایک نور پیدا ہوا جس سے اس کے لئے ملک شام کے محنت کاروں نے روشن ہوئے۔

حضرات صحابہ نور اور نور

عن عبد الله بن بريدة عن ابيه قال قال رسول الله ﷺ مَا مِنْ أَحَدٍ صَبَرَ أَصْحَابِي يَمُوتُ بِأَنْصَحِ إِلَّا بَعِثْنَا نُورًا وَلَوْ رَأَوْا لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ مَظَاهِرِ نَارٍ حُلَّةٍ بَاب
حضرت عبد اللہ بن بریدہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے یاروں میں سے کوئی نہیں کہ کسی
زمین میں وفات پائے۔ مگر وہ اٹھایا جاوے گا۔ تیرے اعمال میں کہ کھینچنے والا ہوگا۔ اس زمین والوں کا بہشت کی طرف اور
روشنی کا سبب ہوگا۔ (مناقب الصحابہ ص ۶۶) رواہ الترمذی

ان خصوص مندرجہ امواحادیث منقولہ بالا سے واضح ہوا کہ اللہ کریم نور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ حق
کریم نور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش نور حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نور و جلال و
اصل ایمان کی نجات کا سبب نور ہیں سلام نور علی نور۔ آخر میں حضور نبی کریم ہمارے آقا اور مولا سید الانبیاء
وخاتم المرسلین شفیع المذنبین کی دعا متعلقہ نور پر مضمون نور علی نور کا اختتام کرتا ہوں۔

وَعَا بَرَاءَ نُوْر

اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا وَفِي بَصِيرَتِي نُورًا
ترجمہ: اے اللہ میرے دل میں نور کر میری آنکھ میں نور کر
وَفِي سَمْعِي نُورًا وَعَنْ يَمِينِي نُورًا وَعَنْ شِمَائِلِي
میرے داہنے نور کر میرے بائیں نور کر میرے اوپر نور کر میرے
نُورًا فَوْقِي نُورًا وَتَحْتِي نُورًا وَأَمَامِي نُورًا
مجھے نور کر میرے آگے نور کر اور میرے پیچھے نور کر۔ حتیٰ کہ مجھے
وَحَلْفِي نُورًا وَاجْعَلْ لِي لَوْزًا
سدا میر نور بنا دے۔

رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ أَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ
بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

حبیب اللہ امرتسری

دارو۔ بھیرہ